اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان ڈیموکریٹک فرنٹ کی سابق وفاقی کابینہ نے ۲۶ فروری ۱۹۹۶ء کے اجلاس میں جو "انتخابی اصلاحات" منظور کی تھیں، ان میں اقلیتی شہریوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا بھی شامل تھا۔ پاکستان ڈیموکریٹک فرنٹ کی مخلوط حکومت میں پاکستان پیپلز پارٹی شریکِ غالب تھی اور اس کی سیکولر-لبرل سوچ کا تقاضا تھا کہ وطنِ عزیز میں اسلام کا حوالہ کمزور رہے۔ نظریاتی پہلو کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی صحیح یا غلط طور پر یہ سمجھتی ہے کہ اقلیتی برادریوں کی ہمدردیاں اُس کے ساتھ ہیں۔ پنجاب کے بعض شہروں اور دیہات میں مسیحی برادری کا اس طرح ارتکاز ہے کہ اس کے ووٹ قومی اور صوبائی نشستوں پر ہارجیت میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دے کر جہاں وطنِ عزیز کے سیکولر-لبرل طبقے کو مطمئن رکھنا اور عالمی سطح پر اپنی "آزاد خیالی" کا ثبوت دینا چاہتی تھی، وہیں سیاسی فوائد حاصل کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی، مگر اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا (کہ وہ موجودہ جداگانہ طریقِ انتخاب کے تحت اپنے نمائندے منتخب کریں اور اس کے ساتھ عام نشستوں پر بھی حق رائے دہی استعمال کریں) وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس سے پہلو تہی ہی نہیں، بلکہ مسلم آبادی کے ساتھ صریح زیادتی ہے۔

سابق کابینہ کے فیصلے پر جو اقلیتی اور بالخصوص مسیحی ردِ عمل سامنے آیا، "عالم اسلام اور عیسائیت" میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ بحیثیتِ مجموعی مسیحی برادری کے رہنماؤں نے اِس فیصلے کا خیر مقدم کیا [دیکھیے: شمارہ اپریل، نیز شمارہ جون ۱۹۹۶ء]، تاہم وطنِ عزیز کے معروضی حالات پر نظر رکھنے والے مسیحی دانش وروں نے کابینہ کے فیصلے پر عمل درآمد کو ناممکن سمجھا تھا۔ سابق حکمران پارلیمنٹ میں اتنی عددی قوّت کے مالک نہ تھے کہ دستور میں ترمیم کر لیتے۔ آئینِ پاکستان کی تشریح کے سلسلے میں عدالتوں سے رجوع کیا جا سکتا تھا، مگر اس بات کا امکان از حد کم تھا کہ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا آئینِ پاکستان سے برآمد کیا جا سکتا۔ مزید براں سابق کابینہ کے بعض اُن سیاسی رہنماؤں نے بھی انتخابی اصلاحات مسترد کر دی تھیں، جن کی "اخلاقی" حمایت محترمہ بے نظیر بھٹو اپنے لیے اہم خیال کرتی تھیں۔

ہر لحاظ سے یہ بات واضح تھی کہ اقلیتی شہریوں کو وطنِ عزیز کے معروضی حالات میں دوہرے ووٹ کا حق مل سکتا تھا اور نہ سابق وفاقی کابینہ نے اِس سلسلے میں "انتخابی اصلاحات" منظور کرنے کے علاوہ

کوئی سنجیدہ اقدام ہی کیا تھا۔ افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ مسیحی رہنما اپنے اُن پیروکاروں کو زمینی حقائق کا ادراک نہ کرا سکے جو پاکستان پیپلز پارٹی کے مجوزہ اقدامات سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ دسمبر کے وسط میں بابا عبدالحق کا احتجاج اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بابا صاحب نے آب پارہ - اسلام آباد میں بھوک ہڑتال کی اور اقلیتی شہریوں کو دوہرے ووٹ کا حق نہ دیے جانے پر احتجاجاً خود سوزی کی دھمکی دی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کپڑوں کو آگ لگا کر خود کشی کر لیتے، پولیس نے اُنہیں گیارہ حامیوں سمیت گرفتار کر لیا۔

تمام اقلیتی اور بالخصوص مسیحی رہنماؤں سے گزارش ہے کہ وہ وطنِ عزیز کی اسلامی اساس اور معروضی حقائق کے پیشِ نظر خود سوزی جیسے اقدامات کی حوصلہ شکنی کریں۔ افراد کی جانیں بہت قیمتی ہیں اور انہیں یوں ضائع نہ ہونا چاہیے۔ الحمد للہ مسلمان آبادی میں اپنے اقلیتی ہم وطنوں کے لیے اچھے جذبات موجود ہیں، مگر آئے دن کے غیر دانش مندانہ احتجاجی مظاہروں سے خیر سگالی اور پُر محبت جذبے بُری طرح مجروح ہو سکتے ہیں۔

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کی خصوصی اشاعت

ستمبر ۱۹۹۶ء کے آغاز میں جنوبی فلپائن کے "مورو نیشنل لبریشن فرنٹ" اور حکومتِ فلپائن نے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں جس کے نتیجے میں طویل خانہ جنگی ختم ہوئی ہے۔ اِس معاہدۂ امن کے حوالے سے "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کی خصوصی اشاعت زیرِ ترتیب ہے جس میں جزائر فلپائن میں اسلام اور مسلمانوں کے ماضی و حال کے ساتھ مسلم - مسیحی تعلقات پر مضامین اور کچھ دستاویزات شامل ہوں گی۔ یہ اشاعت فروری اور مارچ ۱۹۹۷ء کے مشترکہ شمارے کی صورت میں ہو گی اور یکم مارچ کو قارئین و معاونین کو ارسال کی جائے گی۔